محمد عمر فاروق

یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا؟

ملائشیا کے وزیر اعظم مہاتیر محمد بجا طور پر حیران ہیں کہ اسرائیل اور امریکہ کے "مہذب" عقلمندوں اور دانشمندوں کو وہ بات کیوں سمجھ میں نہیں آ رہی، جسے فلسطین کے "غیر مہذب" اور کھلنڈرے نوجوانوں نے بڑی آسانی سے سمجھ لیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ بات، ہے ہی جنوں کی، عقل کو جس کے مقابل آنے کی جرأت کہاں؟

مہاتیر محمد نے اسرائیل کے اندر جا کر خودکش حملہ کرنے والے فلسطینی نوجوانوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ "لوگ اپنے جسموں سے تفریحاً بم نہیں باندھتے، آخر وہ کیا وجوہ ہیں جو انہیں اس عمل پر آمادہ کرتی ہیں"۔ فلسطینی مسلمان آج جن خوفناک عذابوں سے گزر رہے ہیں' اس کی بنیادیں ماضی کی تاریخ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہود کو جزیرۃ العرب سے نکالنے کا جو الہامی حکم صادر فرمایا تھا۔ آج اس کی صداقت واضح ہو چکی ہے۔ بیت المقدس کی آزادی کے لیے سلطان صلاح الدین ایوبی" اور نورالدین زنگی" کی مجاہدانہ یلغاریں اسی حکمِ رسول ﷺ کی بجا آوری ہی کی بالواسطہ عملی تکمیل تھیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ یہودیوں نے صلح وصفائی کی بجائے ہمیشہ منافقت اور ڈھٹائی سے کام لیا ہے۔ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے دولت پانی کی طرح بہائی اور جہاں لالچ و تحریص سے کام نہیں نکل سکا، وہاں ظلم و جبر کے ذریعے مسلمانوں کے لہو سے ہولی کھیلی۔ یاسر عرفات نے یہودی ہتھکنڈوں کے نرغے میں آ کر جہاد سے ہاتھ کھینچا، مذاکرات کی میز پر بیٹھے اور نتیجہ یہ کہ فلسطینیوں میں مقبولیت کھوئی، یہودیوں کو سنبھلنے کا موقع دیا اور اب ارضِ فلسطین لہولہان ہے اور قبلہ اوّل اب تک کسی ایوبی" کی راہ دیکھ رہا ہے۔

خودکش حملے انہی حالات کا ردِ عمل ہیں۔ جب اہلِ ایمان پر کفر کی یلغار ہو، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت جرم قرار دی جائے اور خودداری سے جینا قیامت ہو جائے، تو پھر ایمان اور غیرت اپنا حق مانگتے ہیں۔ غیرت وحمیت کے متوالوں کی راہ نما پھر عقل نہیں، جوشِ جنوں ہوا کرتا ہے۔ اتنی سی بات جسے فلسطینیوں نے سمجھ لیا ہے، امریکہ و اسرائیل کو سمجھ میں آئے' تو کیوں کر آئے؟ وہ جن کی اکثریت اپنے والد کے نام سے ہی آشنا نہیں، وہ جو اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے لیے ان کے بوائے فرینڈز خود تلاش کرتے اور اس پر فخر کرتے ہیں، وہ جنہیں خمر و خنزیر، ڈانس، اختلاط اور جنسی ہوسناکی سے پرے کچھ دکھائی نہ دیتا ہو۔ وہ کہ دولت جن کی دیوی، جنسیات جن کی کتابِ زندگی اور ظلم وسفاکی جن کا منشورِ عمل ہو، وہ عزّت، غیرت، ایمان اور اخلاص جیسی مقدس اقدار کو کیسے سمجھ سکتے ہیں۔ اوران انمول ایمانی جواہر کی پاسبانی کے لیے جان لٹا دینے والوں کے جذبہ وجنوں کا احاطہ ان کی عقل ودانش کیسے کر سکتی ہے؟

پاکستان میں قانونِ توہینِ رسالت کا خاتمہ یورپ و امریکہ کے مطالبات میں سرفہرست رہا ہے۔ خود جن کے معاشروں میں عام انسانی رشتوں کے تقدس ہی کی گنجائش نہیں ہے۔ ان کے نزدیک پیغمبر اسلام ﷺ کے ناموس کے تحفظ کے لیے قانون کا نفاذ واقعی باعثِ حیرت ہوسکتا ہے۔ (یہ الگ بات ہے کہ ان کے اپنے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین پر قانون موجود ہے) اگر توہین رسالت ہی کے پہلو کو لیا جائے تو سچ یہ ہے کہ امریکی، صیہونی اور مغربی سامراج پر یہ حقیقت واضح ہے کہ گناہگار سے گناہگار مسلمان بھی سرمایۂ کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ سے دیوانہ وار محبت کو اپنی نجات کا ضامن سمجھتا ہے اور مسلمانوں کی اس والہانہ محبت اور دیوانگی کو مٹانے کے لیے عصر حاضر کے شیاطین اور ابلیس متفکر ہیں۔ کیونکہ وہ اسی عشق و جنوں کو اپنا سب سے بڑا دشمن خیال کرتے ہیں اور وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اس آشفتہ سری کے بغیر مسلمانوں کو ایمان سے تہی دامن کرنا ناممکن ہے۔ اسی لیے فرنگیوں نے متحدہ ہندوستان میں آنجہانی مرزا غلام قادیانی کی نبوت کاذبہ کا کھڑاگ رچایا تھا۔ لیکن تب بھی اور اب بھی ان کا یہ خام خیال حقیقت کی منزل تک نہیں پہنچ سکا۔ کیونکہ مسلمانوں کی نبی کریم علیہ السلام سے اسی وارفتگی اور دیوانگی کی حد تک محبت اور وابستگی نے ہی کفر کی راہیں روک رکھی ہیں۔ یہی وہ دیوانہ پن ہے جو فلسطین کے نوخیز بچوں کو نسل در نسل ظلم و تشدد کے تمام جاں سوز اور عذاب ناک مراحل سہنے کی قوت بخشتا چلا آ رہا ہے کہ خاک و خون میں لتھڑ کر بھی ان معصوموں کے حلقوم سے **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کی ملکوتی و سرمدی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔

مہاتیر محمد نے سچ کہا ہے کہ ''لوگ تفریحاً اپنے جسموں سے بم نہیں باندھتے' سوچنا چاہیے کہ آخر وہ کیا وجوہ ہیں جو انہیں اس عمل پر آمادہ کرتی ہیں۔'' یہ وجوہات عالمِ کفر کو بالآخر ضرور تلاش کرنا پڑیں گی۔ اسے ان تلخ حقائق کے ادراک کا ضرور سامنا کرنا پڑے گا۔ جنہیں آج وہ دہشت گردی سے منسوب کر کے امت مسلمہ کو نابود کرنے کے در پے ہوگیا ہے۔ خیال رہے کہ ظلم و درندگی کی کمزور بنیادوں پر تعمیر کی گئی عمارت ایک نہ ایک دن ضرور زمیں بوس ہو جایا کرتی ہے۔ اور ان کے ساتھ ہی اس کے مکین بھی حرفِ غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹ جایا کرتے ہیں۔ لیکن خونِ بے گناہی تو رنگ لا کر ہی رہتا ہے اور ایمان و ایقان کے خمیر میں گندھا ہوا جوش و جنوں، سیل بے پناہ بن کر کفر کو اس کی آلائشوں سمیت بہا کر لے جاتا ہے۔ فلسطینی سرمستوں کی یہ جنوں خیزیاں کفریہ طاقتوں کے لیے لمحۂ فکریہ ہیں۔ کیا ان کے لیے افغان دلاوروں کا لافانی کردار باعثِ سبق نہیں کہ ان بوریا نشینوں کے جذب و جنوں نے ہی عالمی سپر پاور سوویت یونین روس کے آہنی وجود کو کرچی کرچی کر ڈالا۔ آج امریکہ کو واحد عالمی قوت ہونے کا غرور ہے۔ مگر وہ وقت دور نہیں کہ جب اس کی فرعونیت بھی خاک نشینوں کی ایک بے نیازانہ ٹھوکر سے خاک میں مل جائے، کیونکہ

در و دیوار دیوانوں کا رستہ چھوڑ دیتے ہیں
ہمیشہ کو جنوں مجبور زنداں ہو نہیں سکتا